بچوں کو جنسی تعلیم دینے سے متعلق مختلف رویے: مغربی ماہرین کے مقالات اور اسلامی تعلیمات کا مطالعہ

(Different attitudes towards Sex education in Children: A Study of Articles by Western Scholars and Islamic teachings)

*محمد رضوان یٰسین
**ڈاکٹر جمیل احمد تنکانی
*** سہیل اختر

Abstract

This article studies the different attitudes towards sex education in children in the light of research articles by Western Scholars and Islamic teachings. It finds that according to Western scholars, sexual health of young people is much better in the countries where the awareness about sexual relationship is provided from early age. Sex, especially among youngsters before any legal marital status, has become a central concern for all societies of the world. This concern is increased by HIV-related diseases through this act. The only way to reduce the spread of HIV among young people, according to the Western scholars, is to provide them proper sex education from the early age in schools. A study of Islamic teachings reveals that Islam primarily places the responsibility on parents to bring up and train their children well. Equip them with religious and secular knowledge in such a way that they can not only become a good Muslim and possess high

*ایم فل سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان
*** لیکچرر، شعبۂ تاریخ، غازی یونی ورسٹی ڈیرہ غازی خان

morals but also play their active role in the society. Children are mentally and physically fragile, sensitive and immature. In this early stage of life, if parents and society provide them with good education and training opportunities, they will become a good member of the society.

Key Words: Sexual education, Western experts, Islamic teachings

تعلیم کسی فرد کو مہارت کی تعلیم دینے اور اس کی ترقی کے لیے ایک شعوری، ارادی اور باضابطہ عمل ہے۔ خواندگی یا تعلیم محض چند حقائق اور علامات کو جاننے یا پہچاننے کا نام نہیں، بلکہ یہ ان صلاحیتوں پر محیط ہے جن کو سیکھ کر انسان ایک بامعنی زندگی گزار سکے، اپنے خیالات کا بہتر طریقے سے اظہار کر سکے، فیصلے کر سکے اور مسائل کا حل پیش کر سکے۔ اس مقالے کا موضوع بچوں کو جنسی تعلیم دینے کے حوالے سے مغربی ماہرین کے تحقیقی مقالات کا مطالعہ ہے، جن میں ریسرچرز نے بچوں کو جنسی تعلیم وتربیت دینے کے حوالے سے مختلف مغربی ممالک کا موازنہ کیا ہے اور مختلف سروے پروگرامز اور تجربات کے ذریعے اپنے نتائج مرتب کیے ہیں۔ ان مقالات کے مطالعے کے بعد ہم دیکھیں گے کہ اس حوالے سے اسلامی رویہ کیا سامنے آتا ہے؟

دسویں جماعت تک دومڈل اسکولوں کے جنسی صحت سے متعلق تعلیم کے پروگراموں کے رویے اور نفسیاتی اثرات

کرسٹائن ایم مارخم (Christine M. Markham) اور دیگر مصنفین نے امریکہ کے دومڈل اسکولوں میں خطرے سے بچاؤ (Risk Avoidance) اور خطرے میں کمی (Risk Reduction) کے جنسی صحت سے متعلق تعلیم کے پروگراموں کے حوالے سے جو نتائج حاصل کیے ان کی روشنی میں وہ اپنے اس آرٹیکل میں بیان کرتے ہیں کہ نویں دسویں جماعت میں اضافی (جنسی) تعلیم جنسی زیادتی میں مزید تاخیر کر سکتی ہے اور بعد میں آنے والے برسوں میں لاحق خطرات کو بھی کم کر سکتی ہے۔ ایک تجزیے سے پتہ چلا کہ دومڈل اسکولوں میں جاری جنسی تعلیم کے پروگرام، (RA) اور (RR)، نویں جماعت کے طلبہ میں جنسی تعلقات میں تاخیر اور دوسرے جنسی خطرات میں مبتلا ہونے میں کمی کا باعث بنے ہیں۔ اور ہم نے یہ بھی جائزہ لیا کہ کیا ان کے اثرات دسویں جماعت کے طلبا تک بھی پہنچے ہیں۔ خطرے سے بچاؤ (RA) اور خطرے میں کمی (RR) کے حوالے سے پندرہ اسکولوں کا جائزہ لیا گیا اور دسویں جماعت کے طلبہ کا اس حوالے سے ضمنی جائزہ بھی لیا گیا۔ شرکاء میں ٪ 60 خواتین، ٪ 50 ہسپانوی، اور ٪ 39 سیاہ تھے۔ ساتویں جماعت میں پڑھنے والے طلبا کی اوسط عمر 12.6 سال تھی۔ دسویں جماعت کے طلبا میں یہ دونوں پروگرام جنسی تعلقات کے آغاز میں تاخیر کے حوالے سے بہت معاون ثابت ہوئے۔ اگرچہ دونوں پروگرام دسویں جماعت کے طلبہ کے لیے Anal سیکس کے آغاز میں تاخیر میں تو معاون ثابت ہوئے لیکن Oral اور Vaginal سیکس کی تاخیر میں معاون ثابت نہیں

ہوئے۔ہائی اسکول کی اضافی جنسی تعلیم جنسی تعلقات کی ابتدا میں مزید تاخیر کرنے اور ہائی اسکول کے بعد کے زمانے میں جنسی خطرے کے دوسرے سلوک کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں رہنے والے نوعمر جوان جنسی سرگرمی میں مشغول ہوتے ہیں، جوان کے نوعمری کے حمل اور جنسی عمل کے دوران پیش آنے والے خطرات کو بڑھا سکتے ہیں۔ قومی سطح پر ہائی اسکول کے ٪ 47 طلبہ نے جنسی تعلقات قائم کر رکھے ہیں۔ان میں سے ٪ 40 نے اپنے آخری جنسی تعلق میں کنڈوم کا استعمال نہیں کیا اور ٪ 15 نوجوانوں کے تعلقات چار یا اس سے زیادہ لوگوں سے ہیں۔یہ رویے حمل اور جنسی عمل کے دوران پیش آنے والی پیچیدگیوں کا سبب بن سکتے ہیں۔[1]

امریکہ کے پبلک سیکنڈری اسکولوں میں جنسی تعلیم کے مواد سے وابستہ عوامل

ڈیوڈ جے لانڈری(David J. Landry) اور دیگر مصنفین اپنے اس آرٹیکل میں امریکہ کے پبلک سیکنڈری اسکولوں میں جنسی تعلیم کے مواد سے وابستہ عوامل کو بیان کیا ہے۔اگرچہ امریکی اسکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم تقریبا ایک جیسی ہی ہے، لیکن اس کے مواد میں کافی حد تک فرق بھی پایا جاتا ہے۔ جنسی تعلیم میں عام طور پر پرہیز، ایڈز اور دیگر جنسی بیماریوں (STDs)[2] جیسے موضوعات سے متعلق بنیادی علوم سکھائے جاتے ہیں، لیکن پیدائش پر قابو پانے، جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں اور ناپسندیدہ حمل کی روک تھام سے متعلق دی جانے والی خدمات تک رسائی حاصل کرنے والے طریقوں کو کم ہی پڑھایا جاتا ہے۔ ممکنہ طور پر ان تبدیلیوں سے وابستہ عوامل کی جانچ پڑتال کرنے کی ضرورت ہے۔ساتویں سے بارہویں جماعت کو پڑھانے والے 1999 میں سے 1657 اساتذہ سے معلومات اکٹھی کی گئیں۔ مختلف عوامل کا پتہ لگانے کے لئے تحقیقاتی گوشواروں اور گرافس (logistic regression) سے مدد لی گئی۔ جنسی تعلیم سے متعلق مواد خطے اور اساتذہ کے لحاظ سے پرہیز اور مانع حمل کے بارے میں تعلیم دینے کے طریقہ کار کے حوالے سے مختلف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پرہیز اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں کی روک تھام سے متعلق تعلیم شمال مشرق کی نسبت جنوب میں زیادہ عام تھی، یعنی جنوب میں اس کی شرح ٪ 30 اور شمال مشرق میں ٪ 17 تھی۔ جنسی تعلیم سے متعلق تعلیم دینے کے لیے اساتذہ کا نقطۂ نظر بہت اہمیت کا حامل ہے۔ محفوظ جنسی سلوک اور ان کے طریقوں کے استعمال کے بارے میں جو نوعمر افراد سیکھتے ہیں، جب وہ جنسی سرگرمی کا آغاز کرتے ہیں تو تمام امریکی ہائی اسکولوں میں جنسی تعلیم کے نصاب میں کنڈوم اور دیگر مانع حمل طریقوں کے بارے میں درست معلومات شامل کرنا ضروری ہے۔

---

[1] Christine M. Markham et al., "Behavioral and Psychosocial Effects of Two Middle School Sexual Health Education Programs at Tenth-Grade Follow-Up," *Journal of Adolescent Health* 54, no. 2 (February 2014): 151–59, https://doi.org/10.1016/j.jadohealth.2013.10.204.

[2] Sexually Transmitted Diseases.

جنسی تعلیم کے بارے میں موجودہ بحث کا مطلب یہ ہے کہ آیا کہ پرہیز کو ہی واحد حل کے طور پر پڑھایا جائے؟ تاہم امریکہ میں اس نقطہ پر تھوڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ تحقیق اور تجزیوں سے پتہ چلتا ہے کہ نوجوان اور اساتذہ پرہیز کی زبردست حمایت کرتے ہیں۔ درحقیقت تمام جنسی تعلیم سے وابستہ اساتذہ پرہیز کو ہی نوجوانوں کیلئے ایک بہترین اور واحد حل سمجھتے ہیں۔ ہماری تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ طلبہ کو یہ تعلیم دی جانی چاہئے کہ جنسی طور پر متحرک افراد کس طرح ناپسندیدہ حمل اور STDs سے بچ سکتے ہیں۔ ہمارے سروے کے مطابق 16 میں سے 10 اساتذہ اس بات کی تعلیم دیتے ہوئے پائے گئے کہ حفاظتی تدابیر اختیار کرتے ہوئے جنسی طور پر متحرک لوگ کس طرح سے ناپسندیدہ حمل اور جنسی بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں، ہمارے تجزیوں سے پتہ چلتا ہے کہ اساتذہ کی پرہیزی اور طریقہ کار کی تاثیر کو ڈھکنے کے لیے نقطہ نظر صرف وہ عوامل نہیں جو ممکنہ طور پر سکھائی جانے والی مخصوص صلاحیتوں اور موضوعات کی وضاحت کرتے ہیں۔ جنوب، مڈویسٹ اور ایک حد تک، شمال مشرق میں اساتذہ ان لوگوں کی نسبت نمایاں طور پر تھے جنھوں نے طریقہ کار پر روشنی ڈالنے پر زور دیا یا بالکل بھی طریقوں کا احاطہ نہیں کیا۔ اور جب کہ شمال مشرقی مغرب میں نصف سے بھی زیادہ جنسی تعلیم اساتذہ نے کنڈوم استعمال کرنے کا صحیح طریقہ سکھایا یا مخصوص جگھوں کے بارے میں معلومات فراہم کیں جس سے طلبہ پیدائش پر قابو پانے کی خدمات تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں، جنوبی اور وسط مغربی اساتذہ کا تناسب اس سے بھی کم تھا۔

طالب علموں کو یہ پڑھانا کہ مانع حمل کے طریقے غیر مؤثر ہیں اور ان کے استعمال کے طریقوں کو نہ پڑھائے جانے سے یا تو ان کا استعمال بہت غلط ہوا ہے یا بالکل نہیں ہوا۔ ایک تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ 1990ء کی دہائی کے دوران امریکہ کے ہائی اسکول کے طلبہ میں کنڈوم کے استعمال میں بے پناہ اضافہ ہوا لیکن اس دہائی کے آخر تک اس کے استعمال میں بے پناہ کمی آئی۔ صرف پرہیز ہی بہترین حل کے پروگرام کی مالی معاونت میں 1999ء تک کافی اضافہ کیا گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ یہ پروگرام کس حد تک مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں مؤثر ثابت ہوئے۔

ہماری تحقیق کئی پہلوؤں سے نامکمل ہے۔ مثال کے طور پر ہماری تحقیق تدریسی معیار اور وقت کے مقدار کا احاطہ نہیں کرتی۔ مزید یہ کہ ہماری تحقیق مقامی، علاقائی اور مذہبی پہلوؤں کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ وہ نوجوان جن کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ جنسی طور پر فعال ہونے میں تاخیر کریں اور یہ کہ وہ جنسی عمل کے دوران مخصوص طریقوں کا استعمال کریں تو ان کا دوسروں کے مقابلے میں احتیاطی طرز عمل یا رویے میں مشغول ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اس تحقیق میں پیش کیے گئے حقائق یہ بات واضح کرتے ہیں کہ اس بحث میں تبدیلی کا وقت آچکا ہے کہ جنسی تعلیم کو مانع حمل

طریقوں اور پرہیز کی تعلیم دینے کے بجائے اس کے طریقوں اور کیسے پڑھائے جانے پر زور دیا جائے۔ اس حوالے سے اساتذہ کرام کی سوچ اور نظریہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔[3]

نوجوانوں اور جوانوں کے جنسی رویوں پر جنسی تعلیم کے نتائج

لورا ڈبرسٹین لنڈبرگ (Laura Duberstein Lindberg) اور ان کے ساتھی مصنف نے نوجوانوں اور جوانوں کے جنسی رویوں پر جنسی تعلیم کے نتائج کے حوالے سے کئے جانے والے سروے کو اپنے اس آرٹیکل میں بیان کیا ہے۔ اس مطالعے میں حالیہ قومی جائزے کے اعداد و شمار کا استعمال کرتے ہوئے یہ جانچ پڑتال کی گئی ہے کہ کیا باقاعدہ طور پہ دی جانے والی جنسی تعلیم جنسی صحت سے وابستہ ہے۔ 4691 مرد اور عورتیں جن کی عمریں 15 سے 24 سال کے درمیان تھیں، ان سے جنسی تعلیم، جنسی تعلقات اور جنسی رویوں سے متعلق معلومات اکٹھی کی گئیں۔ وہ افراد جن کو جنسی تعلیم دی گئی تھی وہ اپنے پہلے جنسی تعلق میں تاخیر کرتے ہوئے پائے گئے بنسبت ان افراد کے جن کو کسی قسم کی جنسی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ وہ افراد جن کو پرہیز اور مانع حمل طریقوں کے بارے میں بتایا گیا تھا وہ ان طریقوں یا کنڈومز کا زیادہ استعمال کرتے ہوئے پائے گئے۔ پرہیز اور مانع حمل طریقوں سے متعلق دی جانے والی تعلیم کے نتیجے میں ان لوگوں میں صحت مندانہ جنسی رویے اور نتائج سامنے آئے جن کو یہ تعلیم دی گئی بنسبت ان لوگوں کے جن کو کسی قسم کی معلومات فراہم نہیں کی گئیں۔ جنسی تعلیم کا مقصد محض یہ نہیں کہ جنسی تعلقات کب اختیار کیے جائیں، بلکہ یہ مانع حمل طریقوں، جنسی ساتھی کے انتخاب اور تولیدی صحت پر محیط ہے۔ یہ تحقیق گزشتہ تحقیقات کو وسعت دیتی ہے جو کہ جنسی تعلیم، جنسی صحت اور جنسی رویوں پر مشتمل ہے۔ اس تحقیق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ باقاعدہ طور پہ دی جانے والی جنسی تعلیم اور مانع حمل طریقے نوجوانوں کی صحت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ نصاب پر مشتمل باقاعدہ طور پر دی جانے والی جنسی تعلیم خواہ وہ 10 اسکولوں میں ہو یا 1 اسکول میں وہ نوجوانوں کے محفوظ جنسی رویوں کو فروغ دینے کے لیے ایک بہترین حکمت عملی ہے۔ 1997ء سے 2008ء کے درمیان وفاقی حکومت نے 1.5 بلین ڈالرز شادی سے پہلے جنسی تعلقات سے پرہیز پر مبنی پروگراموں پر خرچ کیے۔

کچھ تحقیقات نے آبادی کی سطح پر جنسی تعلیم کے اثر کا جائزہ لیا ہے۔ NSFG[4] کے 2002ء میں ہونے والے 3 تجربات نے اس بات کا جائزہ لیا کہ طالب علموں کو دی جانے والی جنسی تعلیم اور ان کے جنسی رویوں میں کیا مطابقت اور تعلق ہے؟ کوہلر اور دیگر (Kohler et al.) نے یہ جائزہ لیا کہ جن نوجوانوں کو ایک جامع جنسی تعلیم دی گئی تھی ان میں

---

[3] David J. Landry et al., "Factors Associated with the Content of Sex Education In U.S. Public Secondary Schools," *Perspectives on Sexual and Reproductive Health* 35, no. 6 (2003): 261–62, https://doi.org/10.1111/j.1931-2393.2003.tb00179.x.

[4] National Survey of Family Growth.

واضح طور پر نوعمری کے حمل کے امکانات میں کمی نظر آئی لیکن وہ طالب علم جنہوں نے صرف پرہیز کاری (Abstinence) کی تعلیم حاصل کی تھی ان میں ایسا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ ایک دوسرا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ وہ طالب علم جن کو جنسی تعلیم دی گئی، انہوں نے جنسی عمل کا آغاز دیر سے کیا اور مانع حمل طریقوں کا استعمال زیادہ بہتر طریقے سے کیا۔ 2006ء سے 2008ء کے درمیان NSFG کی حاصل کردہ معلومات کو استعمال کرتے ہوئے ہم نے حالیہ وقتوں میں ان طالب علموں کا جائزہ لیا جن کو باقاعدہ طور پر جنسی تعلیم دی گئی تھی۔ مزید یہ کہ ہم نے دوسرے بہت سے پہلوؤں کا عملی جائزہ لیا جن میں بڑی سطح پر نتائج، جنسی عمل کا وقت، مانع حمل طریقوں کا استعمال، جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں اور صحت مندانہ تعلقات کی بڑھوتری جیسے پہلو شامل ہیں۔ حاصل کردہ معلومات کئی پہلوؤں سے محدود ہیں کہ ان لوگوں کی تعداد بہت محدود ہے جن سے معلومات اکٹھی کی گئیں اور اس کے علاوہ بہت سے دوسرے پہلو جیسا کہ مقدار، معیار اور مخصوص متن بھی نظرانداز ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جنسی تعلقات کی باضابطہ تعلیم جس میں جنسی تعلقات کے منتظر افراد اور پیدائش پر قابو پانے کے طریقوں کے بارے میں دی جانے والی ہدایات، نوجوانوں کی صحت کو بہتر بنا سکتی ہیں۔ زیر نظر مطالعہ صرف اس سوال کے جواب کے متعلق نہیں کہ جنسی تعلقات کب قائم کیے جائیں بلکہ جنسی عمل میں شریک ساتھی کے انتخاب، مانع حمل کے طریقوں اور تولیدی صحت کے نتائج تک پھیلا ہوا ہے۔ طبّی طور پر درست جامع جنسی تعلیم کی فراہمی اور معاشرتی لحاظ سے تواقت میں کمی کرنا ہمارا بنیادی مقصد ہونا چاہیے۔ تاکہ نوجوانوں کی صحت اور فلاح و بہبود میں بہتری لائی جاسکے۔ اسی کے ساتھ ساتھ متعلقہ معلومات، خدمات اور حمایت کو بھی زندگی بھر دستیاب رہنا چاہیے۔[5]

صرف شادی تک جنسی تعلقات سے پرہیز: امریکی پالیسیوں، پروگراموں اور ان کے اثرات کا تازہ ترین جائزہ

جوہن ایس سنٹیلی (John S. Santelli) اور دیگر مصنفین اپنے اس آرٹیکل میں شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کرنے سے پرہیز اور ان پر امریکی پالیسیوں اور پروگراموں کے اثرات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جوانی کا دور جنس، جنسی شناخت، اور قریبی تعلقات کے آغاز کی علامت ہے۔ اس تناظر میں جنسی جماع سے پرہیز ایک صحت مند انتخاب ہوسکتا ہے۔ تاہم ایسے پروگرام جو کہ شادی تک جنسی تعلقات سے پرہیز (AOUM)[6] کو فروغ دیتے ہیں، سائنسی اور اخلاقی طور پر طبّی نقطہ نگاہ سے بڑے پیمانے پر مسترد کردیے گئے ہیں۔ اگرچہ شادی تک جنسی تعلقات سے

---

[5] Laura Duberstein Lindberg and Isaac Maddow-Zimet, “Consequences of Sex Education on Teen and Young Adult Sexual Behaviors and Outcomes,” *Journal of Adolescent Health* 51, no. 4 (October 1, 2012): 332–38, https://doi.org/10.1016/j.jadohealth.2011.12.028.

[6] Abstinence-Only-Until-Marriage.

پرہیز موثر تو ہے، لیکن عملی طور پر جنسی تعلقات سے باز رہنے کی خواہش اکثر ناکام ہو جاتی ہے۔ پہلی شادی میں تاخیر کی وجہ سے ایسے نوجوانوں کی شرح میں کمی آئی ہے جو شادی سے پہلے خود کو جنسی تعلقات سے باز رکھتے ہیں۔ امریکی حکومت کی AOUM سے متعلق پالیسیوں کے فروغ نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور امریکی غیر ملکی امدادی پروگراموں میں جنسی تعلقات کی تعلیم کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور امریکہ میں AOUM کے فروغ کے لئے مالی اعانت جاری ہے۔ سائنسی ثبوتوں سے پتہ چلتا ہے کہ AOUM سے متعلقہ پروگرام جنسی تعلقات کی شروعات میں تاخیر یا جنسی خطرہ کے دیگر رویوں کو تبدیل کرنے میں موثر نہیں ہیں۔ AOUM پروگرام، جیسا کہ امریکی فیڈرل فنڈنگ کی طرف سے وضاحت کی گئی ہے کہ یہ پروگرام فطری طور پر انسانی جنس کے بارے میں معلومات کو روکتے ہیں اور ممکنہ طور پر غلط معلومات فراہم کرتے ہیں۔ پس، AOUM سے متعلقہ پروگرام انسانی صحت، معلومات اور زندگی کے بنیادی حقوق انسانی کے لیے خطرہ ہیں۔ نوجوانوں کو اپنی صحت اور زندگی کی حفاظت اور صحت سے متعلق درست معلومات تک رسائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ امریکہ میں جاری AOUM پروگرام اور پالیسیاں موثر ثابت نہیں ہوئی ہیں، جنھوں نے نوجوانوں کے حقوق کی خلاف ورزی کی ہے۔ نوعمری میں قائم کیے گئے جنسی تعلقات سے متعلقہ پرگرام، سائنسی شواہد اور سمجھ بوجھ، عوامی صحت کے اصولوں اور انسانی حقوق پر مبنی ہونے چاہئیں۔ مذکورہ مضمون 2006ء میں امریکی حکومت کی طرف سے شادی سے پہلے پرہیز کے بارے میں منصوبہ سازی اور پروگرام کے بارے میں ہمارے علم کو مزید بہتر بناتا ہے۔ ہم ان پروگراموں اور پالیسیوں کی وضاحت کیلئے AOUM کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ یہ وہ پروگرام ہیں جو 1996ء میں تیار کردہ امریکی وفاقی حکومت کی مالی معاونت کی ضروریات پر عمل پیرا ہیں۔ اس جائزے میں AOUM کیلئے مالی معاونت اور پروگراموں میں نظریاتی تبدیلیوں، تشخیص، مشاہداتی تحقیق اور دیگر صحت عامہ کے پروگراموں اور مخصوص گروہوں پر AOUM پروگراموں کے اثرات کے بارے میں بہتر فہم اور سمجھ بوجھ موجود ہے۔

جنسی تعلقات کے آغاز اور شادی سے وابستہ رجحانات

AOUM پروگراموں کا ہدف شادی تک جنسی تعلقات کی شروعات میں تاخیر کرنا ہے۔ تاہم، یہ پروگرام ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور پوری دنیا میں پائے جانے والے رجحانات کے برعکس ہے۔ سب سے بڑا رجحان پہلی شادی میں تاخیر ہے۔ پس اس رجحان نے شادی سے پہلے جنسی تعلقات کو قائم کرنے میں کافی حد تک فروغ دیا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں خواتین کے درمیان پہلے جنسی تعلق کی اوسط عمر 1960ء کی دہائی تک 19 سال تھی جو کہ 1990ء میں یہ عمر 17 سال ہو گئی اور پھر یہ عمر 2005ء میں بڑھ کر 17.8 سال ہو گئی۔ تاہم، پچھلے 60 سال میں شادی کے دوران اضافے کی طرف سیکولر رجحانات کو دیکھتے ہوئے، ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں عورتوں اور مردوں کے لیے وقت کے ساتھ ساتھ باہمی جماع اور پہلی شادی کے درمیان وقفہ میں اضافہ ہوا ہے۔ خواتین کے لیے پہلے جنسی تعلق کی اوسط عمر 17.8 سال ہے، لیکن اوسطاً پہلی شادی کی عمر 26.5 سال ہے۔ یعنی پہلی مباشرت اور پہلی شادی میں 8.7

سال کا فرق ہے۔جب کہ مردوں کے لیے پہلے جنسی تعلق کی اوسط عمر 18.1 سال ہے، اور اوسطاً پہلی شادی کی عمر 29.8 سال ہے۔یعنی پہلی مباشرت اور پہلی شادی میں 11.7 سال کا فرق ہے۔ایسے افراد کی تعداد بہت کم ہے جو اپنے پہلے جنسی تعلقات کو قائم کرنے کے لیے شادی تک کا انتظار کرتے ہیں۔اس کے برعکس وہ خواتین جو کہ 1940ء میں پیدا ہوئیں اور 1955ء تک 15 سال کی عمر کو پہنچیں، ان میں پہلی مباشرت اور شادی کا فرق ایک سال اور ڈیڑھ سال تھا۔

نوعمری میں جنسی تعلقات کے آغاز کا نفسیاتی اور جسمانی صحت سے تعلق

جنسی تعلیم کا مقصد جنسی طور پر صحت مند بالغوں کی پرورش کرنا ہے۔ صحت مند نشو نما کے لئے مکمل معلومات، کھلی اور ایمان دارانہ بات چیت اور جنسی تعلقات کے بارے میں فیصلہ سازی کے لیے تعاون کی ضرورت ہے۔ جنسی تعلیم سے متعلق یہ نظریہ AOUM سوچ کے برخلاف ہے۔ AOUM پروگراموں اور امریکی حکومت کی پالیسی کے حامیوں کا کہنا ہے کہ شادی کے تناظر سے باہر جنسی سرگرمیاں نفسیات اور جسمانی صحت پر خطرناک اثرات مرتب کرتی ہیں۔اس بات کے بہت کم شواہد ملے ہیں کہ نوجوانوں میں جنسی تعلقات کے نتیجے میں ان پر نفسیاتی طور پر منفی اثر ہوتا ہے۔بلکہ نفسیاتی طور پر منفی اثر تب ہوتا ہے جب کسی کو جنسی جبر کا نشانہ بنایا جائے، جس میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی جیسے واقعات شامل ہیں۔ کئی موجودہ تحقیقات سے پتا چلا ہے کہ جنسی تعلقات کا جسمانی اور نفسیاتی طور پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ثقافتی اور معاشرتی پابندیاں لڑکوں اور لڑکیوں میں ابتدائی جنسی رویے میں فرق پیدا کرتی ہیں۔جبر پر مشتمل ثقافتی اور معاشرتی پابندیاں نوجوانوں کے جنسی صحت کے لیے بے حد خطرناک ہیں۔

AOUM پروگرام اور جنسی طور پر اقلیتی نوجوان

AOUM پروگراموں کے ہم جنس پرستوں کی جنسی صحت پر بہت منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ 2015ء میں امریکہ کے قومی اعداد و شمار کے مطابق ہائی اسکول میں زیر تعلیم طلبہ میں سے 88.8٪ جنس مخالف کی طرف رجحان رکھتے ہیں، 2.0٪ ہم جنس پرست، 6.0٪ ہم جنس پرستی اور جنس مخالف دونوں میں دلچسپی رکھتے ہیں، اور 3.2٪ اپنی جنسی شناخت کی آگاہی نہیں رکھتے۔امریکی سپریم کورٹ نے سن 2015ء میں ہم جنس پرستی پر مبنی شادیوں کو ملک بھر میں قانونی حیثیت دی۔اس تبدیلی سے پہلے، بہت سے LGBTQ[7] نوجوانوں کے لئے AOUM پروگراموں کا پیغام یہ تھا کہ انھیں کبھی بھی جنسی سرگرمیوں میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔جبکہ انھیں قانونی طور پر ایک دوسرے سے شادی کی اجازت نہیں تھی۔

خلاصہ یہ کہ غیر شادی شدہ نوعمروں کو واحد اختیار کے طور پر شادی سے پہلے جنسی تعلقات سے پرہیز کرنے والی پالیسیاں یا پروگرام سائنسی اور اخلاقی طور پر غلط ہیں۔ AOUM پروگرام نوجوانوں کی مدد کرنے میں بہت کم معاون ثابت ہوئے ہیں کہ وہ جنسی ملاپ سے پرہیز کریں جب کہ اس کے نتیجے میں صحت کو خطرے میں ڈالنے والے دقیانوسی

---

[7] Lesbian, Gay, Bisexual, Transgender and Questioning.

تصورات نوجوانوں کی پسماندگی کا باعث بنے ہیں۔ نظریاتی طور پر یہ پروگرام بہت کارآمد لیکن عملی طور پر بے سود ہیں، اور مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ان پروگراموں نے سیاسی طور پر معاشرتی قدامت پسندوں کی حمایت تو حاصل کر لی ہے، لیکن سائنسی لحاظ سے ان پروگراموں کے موثر ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔بڑی تعداد میں امریکی عوام ایک جامع جنسی تعلیم دینے کی حمایت کرتے ہیں۔[8]

جنسی رویوں کے خطرات اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں کو کم کرنا

آر ویوانکس(R. Vivancos) اور دیگر مصنفین نے اپنے اس آرٹیکل میں اسکول میں جوانی کے دوران جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں کے بارے میں دی جانے والی جنسی تعلیم اور جنسی رویوں کے بارے میں آن لائن سروے کے ذریعے معلومات کو اکٹھا کیا ہے۔برطانیہ کی ایک یونیورسٹی کے طالبعلموں پر تحقیق کی گئی جو کہ 14 سال کی عمر تک جنس سے متعلق بہت کچھ جان چکے تھے۔ تحقیق میں اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ انھوں نے کتنی آسانی سے اپنے جنسی معاملات اور اپنے پہلے جنسی تعلق سے متعلق اپنے والدین کو آگاہ کیا۔ہماری تحقیق سے 4 ہفتے قبل 711 میں سے 78 طلبہ نے بتایا کہ انھوں نے غیر محفوظ طریقے سے جنسی تعلق قائم کیا ہے، اور 44 طالب علموں میں جنسی طور پر منتقل ہونے والے امراض کی تشخیص ہوئی۔ان طالب علموں کی نسبت جنھوں نے جنسی معاملات کے بارے میں اپنے ماں باپ سے معلومات حاصل کی تھیں ان طالب علموں میں جن کو اسکول میں جنسی تعلیم دی گئی تھی ان میں غیر محفوظ جماع اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں کی شرح کم تھی۔

اسکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم غیر محفوظ جنسی تعلق کے خطرات اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں کو کم کرنے میں بہت مؤثر ثابت ہوتی ہے۔اسکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم ایک متنازعہ مضمون ہے اسے مجموعی طور پر علم میں اضافے کیلئے مؤثر سمجھا جاتا ہے۔اگرچہ اس بحث کا امکان موجود ہے کہ کیا اسکولوں میں جاری جنسی تعلیم سے متعلق پروگرام اور منصوبے جنسی سرگرمیوں کو بڑھانے کا باعث بنتے ہیں؟ عام طور پر ایسے پروگراموں کو والدین کی حمایت حاصل ہوتی ہے، اور یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ یہ تعلیم کم از کم کچھ مدت کے لئے طالب علموں کے جنسی رویے کو تبدیل کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔تاہم اس بات کے شواہد کم ملتے ہیں کہ آیا کہ یہ پروگرام طویل عرصے تک طالب علموں کے جنسی رویے جیسا کہ نوعمری کا حمل اور جنسی عمل کے دوران منتقل ہونے والی بیماریوں کی روک تھام کے لیے اثرانداز ہوتے ہیں کہ نہیں۔برطانوی یونی ورسٹی میں طلبہ کے جنسی رویوں پر کیے گئے موجودہ تجزیے کا مقصد جنسی تعلقات کے بارے میں سیکھنے کے مختلف طریقوں کے اثر کو سمجھنا ہے ۔ روایتی طور پر جنسی صحت سے متعلق تعلیم اساتذہ یا

[8] John S. Santelli et al., “Abstinence-Only-Until-Marriage: An Updated Review of U.S. Policies and Programs and Their Impact,” *Journal of Adolescent Health* 61, no. 3 (September 2017): 273–80, https://doi.org/10.1016/j.jadohealth.2017.05.031.

پھر بڑی عمر کے لوگوں کے ذریعے دی جاتی ہے تاہم اپنے ہم جماعت طالب علموں کے ذریعے جنسی تعلم دینے کو بھی کافی حمایت حاصل ہے۔ جب کہ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ دوستوں کے ذریعے جنسی آگاہی کے پروگراموں نے نو عمری کے اسقاط حمل کی تعداد میں تبدیلی پیدا نہیں کی۔ تاہم ہو سکتا ہے اس طریقے کے ذریعے کم تعداد میں بچوں کی پیدائش ہو، اور یہ تعلیم طالب علموں میں زیادہ شہرت حاصل کرے۔ اس تحقیق میں یہ شواہد بھی ملے ہیں کہ اپنے ہم عمروں سے جنسی تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے طالب علموں میں جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں کی شرح میں کمی آئی ہے۔ ابھی تک اس سوال کا تسلی بخش جواب موجود نہیں کہ جنسی تعلیم کا آغاز کس عمر سے کیا جائے۔ لندن میں ہونے والی تحقیق کے مطابق 11 سال کی عمر جنسی تعلیم کے آغاز کے لیے بہت مناسب ہے۔ نوجوانی کا دور خطرات سے بھرپور ہوتا ہے۔ یہ وہ دور ہے کہ جب نوجوان سگریٹ نوشی شراب نوشی اور جنسی تعلقات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ایسے پروگرام جو کہ ان خطرات کو کم کرنے کے مقصد کے تحت شروع کیے جاتے ہیں ان پر باریک بینی سے غور کیا جانا ضروری ہے۔ اس بات کے واضح شواہد موجود ہیں کہ وہ پروگرام جو کہ مختلف قسم کے رویوں اور حفاظتی عوامل سے متعلق ہوتے ہیں وہ کافی حد تک نوجوانوں کے لئے مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق اسکولوں میں جنسی تعلیم کے پروگراموں کو جاری رہنا چاہیے، تاہم ان کو بہتر بنائے جانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ طویل عرصے تک مؤثر ثابت ہو سکیں۔[9]

اسکول میں دی جانے والی جنسی تعلیم کی پالیسیاں: نیدرلینڈز، فرانس، آسٹریلیا اور متحدہ امریکہ کی ریاستوں کا موازنہ

ہیتھر ویور (Heather Weaver) اور دیگر مصنفین اپنے اس آرٹیکل میں نیدرلینڈ، فرانس، آسٹریلیا اور متحدہ امریکہ کی ریاستوں کے اسکولوں میں جنسی تعلیم کی پالیسیوں کا موازنہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ یہ مقالہ 4 ترقی یافتہ ممالک نیدرلینڈز، فرانس، آسٹریلیا اور امریکہ کے اسکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم کی پالیسیوں اور جنسی صحت سے متعلق اعداد و شمار کے درمیان تعلق کی تحقیق کرتا ہے۔ اس تحقیق کی بنیاد مختلف ذرائع سے حاصل کی گئی معلومات پر رکھی گئی ہے جو کہ مختلف انٹرنیٹ ویب سائٹس، حکومتی رپورٹس اور پالیسیوں سے حاصل کی گئی ہے۔ پہلی جماعت کی اوسط عمر ان چاروں ممالک میں کم و بیش ایک جیسی ہے۔ اس تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جن ممالک میں عملی طور پر جنسی تعلقات کے متعلق تعلیم دی جاتی ہے ان ممالک میں نوجوانوں کی جنسی صحت قدرے بہتر ہے بنسبت ان ممالک کے جن میں جنسی عمل سے پرہیز کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اگرچہ اسکول کی بنیاد پر جنسی تعلیم کی پالیسیوں اور جنسی صحت کے متعلق نتائج کے مابین تعلقات کو ثابت نہیں کیا جاسکتا تاہم یہ تحقیق یہ تجویز کرتی ہے کہ نوجوانوں کی تولیدی اور جنسی

[9] R. Vivancos et al., "School-Based Sex Education Is Associated with Reduced Risky Sexual Behaviour and Sexually Transmitted Infections in Young Adults," *Public Health* 127, no. 1 (January 2013): 53–57. https://doi.org/10.1016/j.puhe.2012.09.016.

صحت بہتر طور پر تب انجام پاتی ہے جب ان کے درمیان جنسی تعلقات کو باقاعدہ طور پر قبول کیا جاتا ہے بنسبت اس صورت کے جب ان پر شادی کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنے پر پابندی لگادی جائے۔ جنسی تعلقات خاص طور پر نوجوانوں کے درمیان جنسی تعلقات تمام معاشروں کیلئے ایک مرکزی تشویش بن چکے ہیں۔ یہ تشویش HIV [10] جنسی بیماریوں کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ بیشتر ترقی یافتہ ممالک نے ایچ آئی وی کے پھیلاؤ کی شرح کو کم کیا ہے، تاہم کچھ مخصوص گروہوں میں یہ مرض تیزی سے پھیل رہا ہے۔ یہ بات قابل تشویش ہے کہ کچھ ترقی یافتہ ممالک میں ایچ آئی وی کی بیماری میں اضافہ ہو رہا ہے، مثال کے طور پر ہم جنس پرست مردوں میں اس کا پھیلاؤ بہت زیادہ ہے۔ اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ اس پھیلتے ہوئے مرض کا دارومدار اس کے کم پھیلاؤ کے رویوں پر توجہ مرکوز کرنے پر ہے۔ نوجوانوں میں ایچ آئی وی کے پھیلاؤ کو کم کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ انھیں اسکولوں میں جنسی تعلیم کی آگاہی فراہم کی جائے۔ درحقیقت صنعتی ترقی یافتہ مغربی ممالک میں نوجوان جنسی سرگرمیوں میں مشغول پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ نوجوانوں میں HIV کی منتقلی کے خدشات کو ختم کرنا یا کم کرنا ضروری ہے تاہم اس کے بارے میں اختلاف رائے ہے کہ نوجوانوں کو کس طرح سے جنسی صحت اور نقصانات سے بچنے کی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ وہ لوگ جو کہ نوجوانوں کے درمیان جنسی تعلقات کو قبول کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اسے قبول نہیں کرتے ان کے درمیان ایک تناؤ پایا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کے لیے شادی سے پہلے نوجوانوں کے درمیان جنسی تعلق قائم کرنا ناقابل قبول ہے، اس تناظر میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نوجوانوں کے مابین جنسی تعلق کو کیسے روکا جائے۔ جب کہ دوسرے لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نوجوانوں کے درمیان جنسی تعلقات ناگزیز ہیں۔ لیکن اس بات کو یقینی بنایا جانا ضروری ہے کہ جنسی تعلقات کے دوران وائرس اور دوسری جنسی بیماریوں کی منتقلی ناقابل قبول عمل ہے اور دوسرے منفی نتائج پر قابو پایا جائے۔ وہ لوگ جو پرہیز کی حمایت کرتے ہیں وہ ترقی یافتہ دنیا میں جنسی عمل کو متاثر کرنے والے بہت سے عوامل کو نظر انداز کردیتے ہیں، مثال کے طور پر بیسویں صدی میں بڑھتی ہوئی غذائیت کے نتیجے میں بلوغت کی عمر میں کمی واقع ہوئی ہے۔ بیسویں صدی کے دوسرے نصف حصے کے دوران مرد اور خواتین ابتدائی عمروں میں ہی پہلے جماع میں مشغول ہوگئے اور شادی میں تاخیر کرتے ہوئے پائے گئے۔ صدی کے دوسرے نصف حصے میں پہلے جنسی تعلقات اور شادی کے درمیان کے دورانیے میں اضافہ ہوا۔ ترقی یافتہ دنیا میں شادی سے پہلے جنسی تعلقات معمول بن چکے ہیں۔ یورپین معاشروں میں شادی کے وقت لڑکی کے کنوارے ہونے کے اعداد و شمار بہت کم ہو چکے ہیں۔ اور اگر لڑکی کنواری ہو تو اسے نارمل نہیں سمجھا جاتا۔ مثال کے طور پر وہ امریکی خواتین جو 1933ء اور 1942ء کے درمیان پیدا ہوئیں ان میں سے 54%شادی سے پہلے کنواری تھیں جبکہ وہ خواتین جو 1963ء اور 1974ء کے درمیان پیدا ہوئیں ان کے کنوارہ ہونے کی شرح میں 20% کمی آئی۔ آج مرد اور خواتین دیر سے شادی کرتے ہیں اور شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم

---

[10] Human Immunodeficiency Virus.

کرلیتے ہیں۔1940ء میں امریکہ میں ہونے والی تحقیق نے بتایا ہے کہ شادی سے پہلے جنسی تعلقات میں مشغول ہونے کا رحجان خاص طوپر پہلی جنگ عظیم کے بعد شروع ہوا۔برطانیہ کے ساتھ ساتھ امریکہ میں بھی حالیہ اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ ابتدائی عمر میں جنسی تعلقات قائم کرنے کا رحجان مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔نوجوانوں میں جنسی سرگرمیوں میں اضافے اور ایچ آئی وی کی منتقلی کے بارے میں موجودہ تشویش کے ثبوت کو دیکھتے ہوئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نوجوانوں کی جنسی صحت کو کیسے فروغ دیا جائے؟ اسکول ایسی جگہ ہے جہاں سے سیکھنے کے عمل کو ترجیح دی جاتی ہے اور تمام لوگوں تک علم پہنچایا جاتا ہے، اسی لیے اسکول بچوں، نوجوانوں اور جوانوں کو جنسی تعلیم کو فروغ دینے اور ان کی صلاحتیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری علم اور صلاحتیوں کی فراہمی کا اہم ذریعہ ہیں۔خاندان کے بعد اسکول ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جن میں طالب علم جنس سے متعلق معاملات کا علم حاصل کرتے ہیں۔

قومی سطح پر دی جانے والی جنسی تعلیم کی پالیسیوں کا موازنہ

اسکول پر مبنی جنسی صحت کی پالیسیوں کی ترقی کا وقت ہالینڈ ،فرانس، امریکہ اور آسٹریلیا میں ایک ہی تھا۔ 1960ء اور 1970ء کی دہائی سے پہلے ہر ملک میں جنسی تعلیم کی کچھ شکلیں موجود تھیں۔ خواتین کی تحریک اور جنسی انقلاب کے ظہور کے ساتھ ہی نوجوانوں کی جنسی صحت کی وسیع ضروریات پر توجہ دی گئی ۔1980ء کی دہائی میں ایک اور بڑی کامیابی ایڈز کی بیماری کے حوالے سے دنیا کا ردعمل تھا۔ جب ہر ملک نے جنسی تعلیم سے متعلق پالیسیوں کو فروغ دینا شروع کیا۔ جنسی تعلیم کی پالیسیوں کے ارتقامیں ایچ آئی وی کی وبا ایک اہم موڑ تھی، اگرچہ چاروں ممالک میں سے کسی نے بھی باقاعدہ قومی نصاب نہیں اپنایا ، تاہم چاروں ممالک کے مابین مشترکات وہیں ختم ہو گئیں۔ 1990ء کی دہائی میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور دیگر تین ممالک کے درمیان اسکول سے متعلق جنسی تعلیم کی پالیسی کا فرق بڑھ گیا۔ لینڈ نے تحقیق پر مبنی جنسی تعلیم کی پالیسیوں کے لئے اپنی حمایت میں اضافہ کیا۔ حکومت نے جنسی تعلیم کے پروگراموں کے بارے میں ایک آزادانہ طریقہ اختیار کیا، جب کہ اسی وقت یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ جنسی رجحانات اور ہم جنس پرستی جیسے کچھ موضوعات کو جامع انداز میں پڑھایا جائے۔ آسٹریلیا اور فرانس کی پالیسیاں اتنی ہی ملتی جلتی تھیں جتنا نوجوانوں کی جنسیت کو تسلیم کیا گیا۔ ریاست ہائے متحدہ میں ، اساتذہ کی مدد سے جامع جنسی تعلیم میں کمی واقع ہوئی اور پرہیز سے متعلق پروگراموں میں اضافہ ہونے لگا۔ آج تک ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سوا ہر ایک ملک جنسی تعلیم کا آغاز پرائمری اسکول میں کر دیتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سوا ہر ملک میں جنسی صحت کے شعبے میں اساتذہ کی تربیت کے پروگرام ہوتے ہیں اور ہر ایک کو یہ ضرورت ہوتی ہے کہ اساتذہ جنس کی تعلیم دینے کے اہل ہوں۔ اس کے علاوہ، فرانس ، آسٹریلیا اور ہالینڈ میں اساتذہ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ لازمی جنسی صحت سے متعلق موضوعات سے آگے بڑھیں اور طالب علموں کے جنسی تعلقات اور جنسی صحت کے بارے میں جو سوالات ہو سکتے ہیں ان کا ازالہ کریں۔

دوسری طرف، ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں صرف 69%اسکولوں میں سیکنڈری اسکول کی سطح پر جنسی تعلیم متعارف کروانے کی ایک پالیسی ہے اور عام طور پر اساتذہ کے بغیر اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔[11]

اسلامی رویہ

مغربی اہل تحقیق کے مذکورہ مقالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف ہمارے ہاں ہی نہیں بلکہ مغرب میں بھی اس پر بحث پائی جاتی ہے کہ زندگی کی مہارتوں پر مبنی تعلیم کے تحت دی جانے والی جنسی تعلیم کے لیے کون سی جگہ بہتر ہوگی، گھر یا اسکول؟ اساتذہ اور والدین میں سے کون بچوں کو صحیح طور پر سمجھا سکتا ہے؟ اسی طرح اس تعلیم کے لیے مواد کیا ہوگا؟ کس طرح کا مواد اس تعلیم کے حوالے سے بچوں کو پڑھایا جائے گا؟ ان سوالات کے حوالے سے جب ہم اسلامی رویہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے ان سوالات کا حل بہترین انداز میں تجویز کیا ہے۔اس سلسلے میں کتاب وسنت اور کتب فقہ سے بہت رہنمائی ملتی ہے۔

قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق بنیادی طور پر یہ والدین کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے خود مناسب اقدامات و انتظامات کریں۔مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۔ [12] "اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔" دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِه وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔[13] "اور جب تمھارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں انھیں بھی اجازت لے کر آنا چاہیے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لے کر آتے ہیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لیے احکام کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔" حدیث مبارکہ میں ہے: مُرُوا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عَشْر، وفرقوا بينهم في المضاجع۔[14] "تم اپنی اولادوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب

---

[11] Heather Weaver, Gary Smith, and Susan Kippax Corresponding author, “School-based Sex Education Policies and Indicators of Sexual Health among Young People: A Comparison of the Netherlands, France, Australia and the United States,” *Sex Education* 5, no. 2 (May 1, 2005): 171–88, https://doi.org/10.1080/14681810500038889.

[12] التحریم 6:66۔

[13] النور 59:24۔

[14] ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داوٗد (بیروت: المكتبة العصرية، ب ت)، 1: 133، باب متی یؤمر الغلام بالصلاة، حدیث: 495۔

ان کی عمر سات سال ہو جائے اور جب ان کی عمر دس سال کی ہو تو تم نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور دس سال کی عمر کے بعد تم ان کے بستر جدا کر دو۔"

والدین ان واضح اور چھپے ہوئے اشاروں کے ذریعے بچوں کو ان کے اقدار اور طرز عمل سے متعلق توقعات کے بارے میں تعلیم دیتے ہیں۔نو عمری میں اس جنسی سماج کاری(Sexual Socialization) کے عوامل کو عام طور پر باقاعدہ جنسی تعلیم کا حصہ نہیں سمجھا جاتا۔ جنسی سماج کاری گھر سے باہر بھی رونما ہوتی ہے کیونکہ نوجوان معاشرتی اقدار کا مشاہدہ کرتے ہیں، میڈیا کا استعمال کرتے ہیں، ثقافتی اور مذہبی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔اس جنسی اجتماعیت میں مذہبی اقدار کے بارے میں آگاہی شامل ہے۔ جس میں جنسی صلاحیت کو ایک الہامی تحفہ کے طور پر لیا جاتا ہے اور اس کو شادی تک محدود کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔

خلاصۂ بحث

مغربی ماہرین کے مذکورہ مقالات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جنسی خواندگی کے پروگرام نوجوانوں کی نفسیاتی بڑھوتری اور فلاح میں موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جنسی تعلیم کی عدم فراہمی بہت سے صحت اور سماجی مسائل کا سبب بن سکتی ہے جس میں جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریاں(STDs) اور ناپسندیدہ حمل شامل ہیں۔ جنسی سماجیت کا آغاز گھر سے ہوتا ہے۔ جہاں پر والدین کے پاس یہ موقع ہوتا ہے کہ وہ اپنی گہری اقدار پر زور دے سکیں۔ ابتدائی عمر سے ہی بچوں کو شائستگی، عریانی اور رازداری کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان جسمانی تعلقات پر گفتگو اور ہدایات جو بچوں کو مناسب جسمانی تعلقات کے بارے میں دی جاتی ہیں، ان سے بچوں میں جنسی تعلقات کے بارے میں شعور پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام بنیادی طور پر والدین پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بہترین پرورش اور اچھی تربیت کریں۔ انھیں دینی و دنیاوی علوم سے اس طرح آراستہ کریں کہ وہ نہ صرف ایک اچھے مسلمان اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل بن سکیں بلکہ ملک و قوم کی رہنمائی میں اپنا متحرک کردار ادا کر سکیں۔ بچے ذہنی اور جسمانی طور پر نازک، حساس اور ناپختہ ہوتے ہیں زندگی کے اس ابتدائی دور میں اگر والدین اور معاشرے کی طرف سے ان کی اچھی تعلیم وتربیت کے مواقع دیئے جائیں گے تو وہ معاشرے کا ایک اچھا فرد بن کر مثبت کردار ادا کریں گے اور دوسری صورت میں وہ معاشرے کی خرابی میں مزید اضافے کا باعث بنیں گے۔